آسان اُردُو

پانچویں جماعت کے لیے

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

ناشر:

جملہ حقوق بحق سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ جام شورو سندھ محفوظ ہیں۔

تیار کردہ

سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ، جام شورو

منظور شدہ: محکمۂ تعلیم، حکومت سندھ،

بطور واحد نصابی کتاب برائے مدارس صوبۂ سندھ۔

قومی کمیٹی برائے جائزہ کتب نصاب کی تصحیح شدہ۔

نگرانِ اعلیٰ: احمد بخش ناریجو

چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ

نگراں: ناہید اختر

مصنفین: حمیدہ حیدر

شبیر حسین ادیب

مدیران: خواجہ محمد صدّیق

ڈاکٹر حسرت کاسگنجوی

عنایت علی خان ٹونکی

باقر رضا

محمد ناظم علی خاں ماتلوی

کمپیوٹر گرافکس:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

میرا نام__________________ ہے۔

آیئے دیکھیں! اس کتاب میں کون سا مضمون کس صفحے پر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔)

حمد

دیتی ہے ہَر چیز گواہی
پاک ہے تیری ذات، اِلٰہی

کتنا پیارا نام ہے تیرا
سب پر فیض عام ہے تیرا
سب کے لیے تیری رحمت
تُو دریائے فیض و محبّت
تُو ہے مالک، تُو ہے داتا
سارے جہاں کا تجھ سے ناتا
دونوں جہاں میں تیری شاہی

دیتی ہے ہر چیز گواہی
پاک ہے تیری ذات، اِلٰہی

سب سے اعلیٰ، سب سے مُکرّم
تُو نے بنائے دونوں عالَم
تیرا نہیں ہے کوئی ثانی
تُو ہے باقی، ہم سب فانی
تُو ہی رب ہے، تُو ہی خُدا ہے
سب میں رہ کر سب سے جُدا ہے
تُو ہے اُجالا، ہم ہیں سیاہی

دیتی ہے ہر چیز گواہی
پاک ہے تیری ذات، الٰہی

(ساقی جاوید)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- اللہ تعالیٰ کن پر رحمت فرماتا ہے؟

۲- دُنیا کی ہر چیز کس بات کی گواہی دیتی ہے؟

۳- دونوں جہانوں کا اصلی بادشاہ کون ہے؟

(ب) اس نظم کو زبانی یاد کیجیے۔

(ج) پہلی فہرست کے ہر لفظ کے آگے، دوسری فہرست کے اس لفظ کا نمبر لکھیے جو اس کے معنی کو ظاہر کرتا ہے:

(۱) اِلٰہی ___ فیض ___ رحمت ___ داتا ___ ناتا ___ شاہی ___ اعلیٰ ___
مُکرّم ___ ثانی ___ فانی ___ باقی ___ عالم ___ اُجالا ___

(۲) ۱- مہربانی ۲- اللہ ۳- رشتہ ۴- حکومت ۵- برابری والا ۶- جہان ۷- عزّت والا
۸- بخشش ۹- دینے والا ۱۰- فنا ہونے والا ۱۱- روشنی ۱۲- ہمیشہ رہنے والا ۱۲- اونچا

(د) نیچے دیے ہوئے الفاظ سے جُملوں کو مکمل کیجیے:

الفاظ: باقی — اعلیٰ — عالَم — ثانی — فانی

۱- اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے __________ ہے۔

۲- دونوں __________ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں۔

۳- ہم سب __________ ہیں۔ اللہ ہی __________ ہے۔

۴- اللہ تعالیٰ کا کوئی __________ نہیں۔

★ حَمد - حَمد کے معنی ہیں تعریف۔ حمد اُس نظم کو کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اس کی نعمتوں کا ذکر کر کے اس کا شکر ادا کیا جائے۔

ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ

بِجّل ریڈیو پر بچّوں کا پُرو گرام سُن رہا تھا۔ اس کے ابّا جان اخبار پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ریڈیو سے اعلان ہوا کہ اب آپ میلاد النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کا خاص پرو گرام سُنیے۔ بِجّل نے اپنے ابّا جان سے میلاد النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کے معنی پوچھے۔ انھوں نے بتایا۔ "بِجّل بیٹے! میلاد کے معنی ہیں پیدائش کا وقت یا دن، میلاد النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کے معنی ہوئے نبی کی پیدائش کا دِن۔ آج ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کی ولادت کا دِن ہے۔ یہ پُروگرام حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کے بارے میں نشر ہو رہا ہے۔" بِجّل اور اس کے ابّا جان نے وہ پروگرام بہت دِل چسپی سے سنا۔ ایک بات بِجّل کی سمجھ میں نہ آئی۔ اُس نے اپنے ابّا جان سے پوچھا۔ "ابا جان! مجھے حَجَرِ اَسْوَد کے معنی بتائیے اور یہ بھی بتائیے کہ اس کا پُورا واقعہ کیا تھا۔"

اس کے ابّا جان نے کہا۔ "بیٹا! حَجَرِ اَسْوَد کے معنی ہیں 'سیاہ پتھر' یہ اللہ تعالیٰ کی ایک خاص نشانی ہے۔ اس لیے بہت مُتَبَرَّک ہے۔ یہ خانۂ کعبہ کی دیوار میں لگا ہوا ہے۔ مسلمان جب حج کرنے جاتے ہیں تو اس پتھر کو احترام سے چُومتے ہیں۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کی نبوت سے پہلے مکے کے قریش اگرچہ بُتوں کو پوجتے تھے۔ لیکن اللہ کے گھر یعنی خانۂ کعبہ کی بہت عزّت کرتے تھے۔ خانۂ کعبہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے بنایا

تھا۔ ایک مرتبہ موسلا دھار بارش کے سیلاب سے خانۂ کعبہ کی عمارت کو بڑا نقصان پہنچا۔ اس لیے قریش کے سب قبیلوں نے مل کر اسے نئے سرے سے بنانا شروع کیا۔ **حَجَرِ اَسْوَد** کو کعبے کی دیوار میں لگاتے وقت آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ ہر قبیلے کا سردار یہ چاہتا تھا کہ **حَجَرِ اَسْوَد** کو دیوار میں لگانے کی عزّت اسے حاصل ہو۔ جب جھگڑا بڑھ گیا تو یہ طے پایا کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے یہاں آئے گا، اِس کا فیصلہ اُسی سے کرایا جائے۔ اللہ کا کرنا کیا ہوا کہ اگلے دن سب سے پہلے ہمارے پیارے رسُول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ تشریف لائے۔ چناں چہ سب نے فیصلے کے لیے حُضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ سے درخواست کی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ نے ایک چادر بچھا کر پتھر اس پر رکھ دیا اور قبیلوں کے سرداروں سے کہا کہ سب مل کر چادر کو اُٹھائیں اور دیوار تک لے چلیں۔ جب وہ لوگ دیوار تک اس پتھر کو لے آئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ نے اسے اپنے مبارک ہاتھوں سے اُٹھایا اور دیوار میں لگا دیا۔ اس طرح رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کی اعلیٰ تدبیر سے وہ جھگڑا ختم ہو گیا۔ اس وقت رسُولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کی عمرِ مبارک ۳۵ سال تھی۔

بچّوں نے کہا۔ "ابّا جان! رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کی زندگی کا ایسا ہی کوئی اور واقعہ سُنایئے۔"

"اچھا تو ایک اور واقعہ سُنو!" اس کے ابّا جان نے کہنا شروع کیا۔ "اسلام کے اعلان کی وجہ سے تیرہ برس تک مکّے والوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ اور

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کے ساتھیوں کو بہت ستایا۔ آخرکار ہمارے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کے ساتھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینے چلے گئے۔ مہاجرین کے پاس ایمان کی دولت کے سوا اور کوئی مال و اسباب نہ تھا۔ خود ہمارے پیارے رسُول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کا حال بھی ایسا ہی تھا۔ ہاں جو مسلمان پہلے سے مدینے میں رہ رہے تھے، ان کی حالت بہتر تھی۔ انھوں نے مہاجرین کی ہر طرح مدد کی۔ اس لیے انھیں انصار کہتے ہیں۔ پھر ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ نے مکے سے آنے والے ہر مہاجر کو مدینے میں رہنے والے کسی نہ کسی مسلمان کا بھائی بنادیا۔"

"مگر ابّا جان! مسلمان تو سب بھائی بھائی ہوتے ہی ہیں۔" بچّل نے درمیان میں سوال کیا۔

"بیٹا! یہ تو تم نے صحیح کہا کہ سارے مسلمان بھائی بھائی ہوتے ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپس میں بھائیوں کی طرح محبت کرتے ہیں۔ مگر رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ نے مہاجرین اور انصار میں جو بھائی چارا قائم کیا تھا، وہ بالکل سگے بھائیوں جیسا تھا۔ انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کو اپنے گھروں میں بسایا اور ہر طرح سے ان کی مدد کی۔ مہاجرین جو رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ سے دین کی اچھی اچھی باتیں سیکھ چکے تھے، انھوں نے اپنے انصار بھائیوں کو بھی وہ باتیں سکھائیں۔ اس بھائی چارے سے مسلمانوں کو اس قدر فائدہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں میں وہ دنیا کی عظیم ترین قوم بن گئے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- خانۂ کعبہ کہاں ہے اور یہ کس نے تعمیر کیا تھا؟

۲- خانۂ کعبہ کو نئے سرے سے تعمیر کرنے کا فیصلہ کیوں کیا گیا؟

۳- قریش کے سرداروں میں کس بات پر جھگڑا ہوا؟

۴- اِس جھگڑے کا فیصلہ کس نے کیا اور کس طرح کیا؟

۵- رسُول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارا کیسے قائم کیا؟

(ب) ذیل کے الفاظ میں سے ہر ایک کے آگے اس کے معنی لکھیے:

الفاظ: ولادت________ نشر کرنا________ مُبارک________

تدبیر________ عظیم________

معانی: ۱- برکت والا ۲- زبردست ۳- طریقہ ۴- پیدائش ۵- شائع کرنا

(ج) دیے ہوئے الفاظ سے خالی جگہیں پُر کیجیے:

الفاظ: انصار — دین — حَجَرِ اَسْوَد — ولادت — مہاجرین — میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱- مسلمان ہر سال اپنے پیارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ کی ________ کے مہینے میں ________ کے جلسے کرتے ہیں۔

۲- ________ خانۂ کعبہ کی دیوار میں لگا ہوا ہے۔

۳- ________ وہ مسلمان تھے جو مکے کو چھوڑ کر مدینے چلے گئے۔

۴- مدینے کے مسلمانوں نے مہاجرین کی مدد کی، اس لیے اُنھیں ________ کہتے ہیں۔

۵- مہاجرین نے انصار کو ________ کی باتیں سکھائیں۔

اللہ کے دوست

ماسٹر صاحب: بچّو! آپ نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی زندگی کے حالات تو پڑھے اور سنے ہوں گے، آج ہم اُن کے بارے میں ایک سوال پوچھتے ہیں۔ دیکھیں کتنے بچے صحیح جواب دیتے ہیں۔

مانیٹر: جناب، صرف ایک سوال؟

ماسٹر صاحب: ہاں، صرف ایک سوال۔ بتایئے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو خلیلُ اللہ کا لقب کیسے ملا؟

(کئی بچّے ہاتھ اُٹھاتے ہیں)

اچھا، سائیں ڈنو! آپ بتایئے۔

سائیں ڈنو: جناب! 'خلیل' کے معنی ہیں 'دوست'۔ اس لیے 'خلیل اللہ' کے معنی ہوئے 'اللہ کا دوست'۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام اللہ تعالیٰ سے بے حد محبت کرتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُنھیں 'خلیل اللہ' کا لقب عطا فرمایا۔

ماسٹر صاحب: آپ کا جواب ہے تو صحیح، مگر بہت مختصر ہے۔ ہم یہ پُوچھنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو ہی خلیل کیوں کہا؟

(تین چار بچّے ہاتھ اُٹھاتے ہیں)

دھنی بخش! آپ بتایئے۔

دھنی بخش: جناب! حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام اپنے اِکلوتے بیٹے اسمٰعیلؑ کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے تھے، اس لیے ان کو خلیلُ اللہ کا لقب ملا۔

ماسٹر صاحب: شاباش! لیکن کیا اُنھوں نے اللہ کی راہ میں یہی ایک قُربانی دی تھی؟

(عبدالرّحمٰن ہاتھ اُٹھاتا ہے)

عبدالرّحمٰن! آپ بتایئے۔

عبدالرّحمٰن: جناب! حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے کئی موقعوں پر اللہ تعالیٰ کی دوستی کا حق ادا کیا۔ اُن کے وطن میں کُفر اور شرک کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ لوگ بُتوں کے علاوہ اپنے بادشاہ 'نمرود' کی بھی پوجا کرتے تھے مگر حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے جھوٹے خداؤں کو ماننے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ "میرا سَر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے آگے نہیں جھک سکتا"۔ نمرود نے حکم دیا کہ "اِسے زندہ آگ میں جلا دو"۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے اللہ کی محبت میں اپنے آپ کو آگ کے شعلوں کے سپرد کر دیا مگر اپنے رب کو نہ چھوڑا۔

عبداللہ: مگر وہ آگ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ٹھنڈی ہو گئی۔

عبدالرّحمٰن: ہاں۔ انہوں نے اپنے وطن تک کو چھوڑنا گوارا کر لیا، مگر اپنے دوست، یعنی اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا نہ چھوڑی۔

ماسٹر صاحب: (خوش ہو کر) شاباش! آپ نے بہت صحیح جواب دیا۔

جمیل: جناب! قربانی کا ایک واقعہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حُکم سے اپنی پیاری بیوی، حضرت ہاجرہ اور اپنے معصوم بیٹے حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام کو عرب کے تپتے ہوئے ریگستان میں تنہا چھوڑ آئے۔

ماسٹر صاحب: اُن کی اِسی بے مثال قربانی اور دُعا کی برکت سے اس ویران ریگستان میں مکّہ مکرّمہ آباد ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ مکّہ مکرّمہ میں پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو ہمیشہ کے لیے "امن کا شہر" بنا دیا۔

بچّو! ہمیں خوشی ہے کہ آپ نے ہمارے سوالوں کے بہت اچھے جواب دیے۔ اب گھر جا کر حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے بارے میں ایک مضمون لکھیے اور کل ہمیں دکھایئے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- خلیل اللہ کے کیا معنی ہیں اور یہ کس کا لقب ہے؟

۲- حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب سے بڑی قربانی کیا دی؟

۳- حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو کس کے حکم پر آگ میں ڈالا گیا اور کیوں؟

۴- اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کون تھے اور وہ کہاں پیدا ہوئے؟

۵- حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی دُعا کا کیا اثر ہوا؟

(ب) ذیل کے ہر لفظ کے سامنے اُس کے معنی کا نمبر درج کیجیے:

الفاظ: لقب _____ مختصر کرنا _____ گوارا _____ معصوم __________

معانی: ا- چھوٹا ۲- بے گناہ، کم سن ۳- پسند ۴- وصفی نام

(ج) ہر فقرے میں خالی جگہ پُر کرنے کے لیے صحیح لفظ کے نیچے نشان لگائیے:

ا- حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام اپنے اکلوتے بیٹے __________ کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

(حضرت اسحٰق عَلَیْہِ السَّلَام — حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام — حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام)

۲- نمرود کی آگ اللہ تعالیٰ کے کرم سے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے لیے __________ ہو گئی۔ (راکھ — ٹھنڈی — برف)

۳- مکّہ مکرّمہ __________ کی دُعا سے ہمیشہ کے لیے امن کا شہر بن گیا۔

(حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام — حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام — حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام)

نعت

دِکھائی ہمیں راہِ اسلام کِس نے؟ سنایا ہمیں حق کا پیغام کِس نے؟

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

محبّت کی یہ راہ کِس نے دِکھائی کہ انسان سب بن گئے بھائی بھائی

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

مَساوات کے پھول کِس نے کِھلائے؟ اخوّت کے گُل دان کِس نے سجائے؟

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

یتیموں کا دِل شاد کِس نے کیا؟ غلاموں کو آزاد کِس نے کیا؟

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

ہمیں عِلم کا شوق کِس نے دلایا؟ جِہالت کے پھندے سے کِس نے چھڑایا؟

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

ترقی کے زِینے پہ کِس نے چڑھایا؟ سبق آدمیّت کا کِس نے پڑھایا؟

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

(اسحاق جلال پوری)

(الف) اس نعت کو زبانی یاد کیجیے۔

(ب) ہر لفظ کے آگے اُس کے معنی کا نمبر درج کیجیے:

الفاظ: حق ______ رِیت ______ مَساوات ______ اُخوّت ______

شاد ______ آدمیت ______ جہالت ______

معانی: ۱- بھائی چارا ۲- طور طریقہ، رسم ۳- برابر ہونا ۴- گمراہی

۵- انسانیت ۶-خوش ۷-سچائی، صداقت

(ج) کالم (۱) کے ہر فقرے کے آگے کالم (۲) کے اُس فقرے کا نمبر لکھیے جو اس کا ہم معنی ہے۔

۱	۲
محبت کی رِیت چلائی	۱-لوگوں میں بھائی چارا پیدا کیا۔
مساوات کے پھول کھلائے	۲-علم کی روشنی پھیلائی
اُخُوَّت کے گل دان سجائے	۳-انسان کو صحیح معنوں میں انسان بننا سکھایا۔
جہالت کے پھندے سے نکالا	۴-آپس میں محبت کرنے کا طریقہ جاری کیا۔
آدمیّت کا سبق پڑھایا	۵-دوسرے انسانوں کو اپنے جیسا سمجھنا سکھایا۔

★ نعت وہ نظم ہے جس میں حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کی تعریف بیان کی گئی ہو۔

حَضرَتْ فَاطِمَۃُ الزَّہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

حَضرت فاطِمَۃُ الزَّہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کی پیاری بیٹی تھیں۔ آپ کی والدۂ محترمہ کا نام حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا تھا۔ جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کی پہلی بیوی تھیں، جو عورتوں میں سب سے پہلے اِسلام لائیں اور جنھوں نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کی خدمت پر خرچ کر دیا۔

حَضرت فاطِمَۃُ الزَّہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی شادی حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ سے ہوئی تھی۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا انھی کے نامور فرزند تھے۔

حضرت فاطِمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نہایت سادہ زندگی بَسر کرتی تھیں۔ گھر کا سارا کام خود کرتی تھیں۔ وہ چکّی پیستی تھیں۔ گھر میں جھاڑو دیتی تھیں اور پانی بھی بھرتی تھیں۔ آپ اپنی غریبی سے کبھی پریشان نہیں ہوتی تھیں۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتی رہتی تھیں۔ خود بھوکا رہنا گوارا کر لیتیں مگر کسی سائل کو گھر سے خالی ہاتھ نہ جانے دیتیں۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ کا روزہ تھا۔ سارا دن بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرنے کے بعد جب روزہ اِفطار کرنے لگیں تو ایک سائل نے کھانے کا سوال کیا۔ آپ نے سارا کھانا سائل کو دے دیا اور خود بھوکا رہنا گوارا کر لیا۔

ہمارے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے بے حد محبت کرتے تھے۔ ایک موقعے پر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ نے فرمایا: "فاطِمہ میرے جِگر کا ٹکڑا ہے۔ جس سے اِسے دُکھ پہنچے گا، مجھے بھی دُکھ پہنچے گا"۔

حضرت فاطِمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ سے بڑی محبت تھی۔ جنگِ اُحد میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ جو "خود" پہنے ہوئے تھے اس کی کڑیوں سے چہرۂ مبارک اور بازوؤں پر ہلکے سے زخم آگئے۔ خبر اُڑ گئی کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ شہید ہوگئے ہیں۔ حضرت فاطِمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو خبر ہوئی تو دوڑی دوڑی جنگ کے میدان میں پہنچیں۔ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت فاطِمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے مل کر زخموں کو دھویا۔ پھر چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخم کے اندر بھر دی، جس سے خون بند ہو گیا۔

ہمارے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ نے اپنی رحلت سے تھوڑی دیر پہلے حضرت فاطِمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو بلا کر کان میں کچھ فرمایا۔ آپ بے اختیار رو پڑیں۔ پھر مزید کچھ فرمایا تو آپ مسکرا دیں۔ دریافت کرنے پر آپ نے بتایا کہ پہلی بات حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ نے یہ فرمائی تھی کہ "میں اب دنیا کو چھوڑ رہا ہوں" اور دوسری بات یہ فرمائی تھی کہ "اہلِ بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے میرے پاس پہنچو گی"۔

حضرت فاطمۃ الزَّہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی زندگی مسلمان عورتوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- حضرت فاطمۃُالزَّہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے والدِ محترم اور والدۂ محترمہ کے نام کیا ہیں؟

۲- حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے دو نامور فرزند کون تھے؟

۳- حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کیسی زندگی بسر کرتی تھیں؟

۴- ہمارے پیارے رسُول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے اپنی انتہائی محبت کا اظہار کن الفاظ میں کیا؟

۵- جنگِ اُحد کے موقع پر حضرت فاطِمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے رَسُول اللہ کی کس طرح خدمت کی؟

۶- حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نے وفات سے پہلے حضرت فاطِمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے کان میں کیا فرمایا؟

(ب) یاد رکھیے:

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے معنی ہیں: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر رحمت اور سلامتی فرمائے۔

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے معنی ہیں: اللہُ تَعَالٰی اس (مرد) سے راضی ہو گیا۔

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے معنی ہیں: اللہُ تَعَالٰی اس (عورت) سے راضی ہو گیا۔

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے معنی ہیں: اللہُ تَعَالٰی ان دونوں سے راضی ہو گیا۔

کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ کے معنی ہیں: اللہُ تَعَالٰی نے اُن (کے چہرے) کو عزّت بخشی۔

(یہ الفاظ صرف حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ کے نام کے ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں)

رات کا وقت تھا۔ چودھویں کا چاند چمک رہا تھا۔ ہر طرف چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ قادِر بخش اور اس کے دوست کھلیان میں بیٹھے ہوئے فصل کی باتیں کر رہے تھے۔ قادِر بخش نے کہا: "دوستو! فصل کی کٹائی کی وجہ سے ہم اِس قدر مصروف رہے کہ آپس میں مل بیٹھنے کا موقع ہی نہ مِلا۔ کیوں نہ آج لطیفوں کا مقابلہ ہو جائے۔ دیکھیں کون اچھے لطیفے سُناتا ہے۔ تفریح ہو گی اور تھکن بھی دور ہو جائے گی۔"

لطیفے شروع ہوئے۔ سب سے پہلے قادِر بخش کے دوست 'اکبر' نے لطیفہ سُنایا:

"کسی امیر آدمی نے ایک شخص کو ایک انگوٹھی تحفے میں دی۔ انگوٹھی کا نگینہ غائب تھا۔ اس شخص نے امیر کو دُعا دی کہ "اللہ آپ کو جنت میں بے چھت کا گھر عنایت کرے!" امیر نے پوچھا: "بے چھت کا کیوں؟" اس نے جواب دیا: "انگوٹھی کا نگینہ پہنچ جائے گا تو چھت کی بھی دُعا کروں گا"۔

دوسرا لطیفہ کریم بخش نے سنایا:

ایک مسافر نے کسان سے کہا "اگر آپ مجھے اپنے کھیت میں سے گزرنے کی اجازت دے دیں تو میں سوا چھے بجے والی ٹرین میں سوار ہو سکوں گا۔" کسان نے کہا:

"بڑے شوق سے جایئے۔ اگر ہمارے کتے نے آپ کو دیکھ لیا تو وہ آپ کو پونے چھے والی گاڑی پر ہی سوار کرادے گا۔"

اب قادر بخش کی باری تھی۔ وہ بولا: "دوستو! میں بھی آپ کو ایک دو لطیفے سناتا ہوں۔"

ایک دفعہ چند آدمی کشتی میں بیٹھے دریا کی سیر کر رہے تھے کہ اچانک کشتی میں سوراخ ہو گیا اور پانی اندر آنے لگا۔ سب لوگ خوف زدہ ہو کر شور مچانے لگے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: "اس قدر شور مچانے کی کیا ضرورت ہے؟ میری مانو تو کشتی میں ایک سوراخ اور کر لو تاکہ ایک سے پانی اندر آئے تو دوسرے سے باہر نکل جائے۔"

اس نے دوسرا لطیفہ یہ سنایا:

استاد نے شاگرد سے کہا: "زمین گول ہونے کے تین ثبوت بیان کرو۔" شاگرد نے جواب دیا: "جناب ایک ثبوت تو یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں، زمین گول ہے۔ دوسرے، ابا جی کو بھی یہی کہتے سُنا ہے۔ تیسرے کتابوں میں بھی یہی پڑھا ہے۔"

عزیز احمد بولا: "ایک لطیفہ مجھ سے بھی سن لیجیے:

ایک بدّو کو خلیفہ مامون الرشید کہیں راستے میں مل گئے۔ بدّو آداب بجا لایا اور کہا: "حضور! میں ایک بدّو ہوں۔" مامون نے کہا: "ضرور ہو گے"۔ بدّو نے کہا: "میں حج کو جانا چاہتا ہوں۔" مامون نے کہا: "راستہ پُر امن ہے، شوق سے جاؤ۔" وہ بولا: "میرے پاس خرچ نہیں ہے۔" مامون نے کہا: "تو حج تم پر فرض نہیں"۔ بدّو بولا:

"اے امیر! میں آپ سے مالی مدد مانگ رہا ہوں نہ کہ فتویٰ۔" یہ سن کر مامون الرشید کو بے اختیار ہنسی آگئی اور بدّو کو انعام دے کر رخصت کیا۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱۔ اکبر کے لطیفے میں ہنسی کی کیا بات ہے؟

۲۔ کتّے کی وجہ سے مسافر وقت سے آدھا گھنٹہ پہلے اسٹیشن پر کیسے پہنچ جاتا؟

۳۔ جس مسافر نے کشتی میں دوسرا چھید کرنے کا مشورہ دیا تھا، وہ عقلمند تھا یا بے وقوف؟ اور کیوں؟

(ب) ۱۔ آپ کو اِن لطیفوں میں جو سب سے زیادہ پسند آیا ہے، اسے اپنے لفظوں میں لکھیے۔

۲۔ ہر طالب علم اپنی پسند کا ایک لطیفہ لکھ کر لائے اور جماعت میں لطیفہ گوئی کا مقابلہ کیا جائے۔

☆ لطیفہ اس مزیدار بات کو کہتے ہیں جسے سن کر بے اختیار ہنسی آجائے۔

☆ فتویٰ کے معنی ہیں کسی معاملے میں شریعت کا حکم۔

☆ مامون الرشید مسلمانوں کے خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا تھا۔ والد کے بعد خلیفہ ہوا۔

خُدا دیکھتا ہے

شہر سے دُور ایک گاؤں میں نیم کی ٹھنڈی چھاؤں میں
کھیلتے تھے نعیم اور امجد کھیل جس کا کوئی نہ تھا مقصد
بولا امجد نعیم سے کہ "چلیں آم کے باغ ہی کی سَیر کریں"
پہنچے جس وقت باغ میں، دیکھا ہر طرف تھا عجیب نظارا!
رس بھرے پھل لٹک رہے تھے بہت تھوڑے کچّے تھے، پک چکے تھے بہت
بولا امدج کہ "باغ خالی ہے کوئی مالک ہے اور نہ مالی ہے
دیکھ کر زرد زرد خوشبودار ہَرج کیا ہے، جو توڑ لیں دو چار
کھاکے دھوئیں گے نہر پر مُنھ ہاتھ اور پھر گھر کو جائیں گے اک ساتھ"
ساری باتیں نعیم سنتا رہا اور کچھ سوچ کر وہ یوں بولا
"مانتا ہوں کہ باغ تنہا ہے
بھائی امجد، خُدا تو دیکھتا ہے"

(مسعود میکشؔ)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- نعیم اور امجد کہاں کھیل رہے تھے؟

۲- امجد نے نعیم کو کہاں چلنے کے لیے کہا؟

۳- باغ میں انھوں نے کیا دیکھا؟

۴- امجد نے نعیم کو کیا مشورہ دیا؟

۵- نعیم نے کیا جواب دیا؟

(ب) صحیح لفظ کے نیچے نشان لگایئے:

'بے مقصد' کے معنی ہیں:

۱-بدنیّت ۲-بے کار ۳-مفید

(ج) ۱- اس نظم میں کتنے شعر ہیں اور کتنے مصرعے؟

۲- اس نظم سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

۳- اس نظم کی کہانی اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(د) قواعد: نعیم ایک شخص کا نام ہے۔ باغ ایک جگہ کا نام ہے۔ پھل ایک چیز کا نام ہے۔

آپ بھی تین تین نام لکھیے:

۱- جانداروں کے، جیسے: انور۔ ________ ________ ________

۲- جگہوں کے، جیسے: کراچی۔ ________ ________ ________

۳- چیزوں کے، جیسے: کتاب۔ ________ ________ ________

نام کو قواعد میں اِسم کہتے ہیں، جیسے: انور — کتاب۔

یہ سب اسم ہیں۔

دِیمک

دِیمک یوں تو ایک چھوٹا سا سفید کیڑا ہے مگر ہے بہت خطرناک۔ دِیمک لکڑی کے دروازوں، صندوقوں اور الماریوں وغیرہ کو اندر ہی اندر کھاتی رہتی ہے۔ اس کی موجودگی کا پتا عام طور پر اس وقت لگتا ہے جب وہ چیز اندر سے کھوکھلی ہو کر بے کار ہو چکی ہوتی ہے۔ خشک لکڑی کے علاوہ اگر یہ درختوں اور پودوں کی جڑوں میں لگ جائے تو چند ہی دنوں میں انھیں بھی چَٹ کر جاتی ہے اور اچھا بھلا ہرا بھرا پودا سُوکھ کر رہ جاتا ہے۔

دِیمک کا رہن سہن شہد کی مکھیوں سے مِلتا جُلتا ہے۔ ان کیڑوں کی زندگی محنت اور اِتحاد کی اچھی مثال ہے۔

یہ اپنے رہنے کے لیے بڑی ہوشیاری سے اپنا گھر تعمیر کرتی ہیں جو کہ ایک شہر کی طرح ہوتا ہے۔ کہیں کہیں ان کے گھر سُرخ ٹیلوں کی صورت میں ایسے مضبوط قلعے کی طرح ہوتے ہیں کہ ان پر بارش اور دھوپ کا بھی کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ان کے یہ قلعے جیسے گھر زمین سے دو دو گز اُونچے ہوتے ہیں۔ ان میں جتنی مٹی لگتی ہے، سب دِیمک کے پیٹ سے نکلتی ہے۔ دیمک جو چیز بھی کھاتی ہے، وہ اس کے پیٹ میں سے مٹی بن کر نکلتی ہے۔ یہ اتفاق اور محنت کی برکت ہے کہ ذرّہ ذرّہ مل کر دو دو گز اُونچا ٹیلا بن جاتا ہے۔ دِیمک کے اس شہر میں دالان، برآمدے اور کمرے سب ہی کچھ ہوتے ہیں۔

دِیمکوں میں مزدور، معمار، سپاہی، چوکیدار اور ملکہ سب ہی شامل ہوتے ہیں۔ دِیمک کی ملکہ کے لیے ٹیلے میں ایک محل ہوتا ہے۔ وہ اپنے محل سے باہر نہیں نکلتی۔ اندر ہی اندر پڑی انڈے دیتی رہتی ہے۔ ملکہ کے کھانے پینے کا انتظام خادم دِیمکوں کے ذریعے ہوتا ہے۔ جب انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں تو کام کرنے والی دِیمکیں یہ فیصلہ کرتی ہیں کہ کس بچے کو کس قسم کی غذا دی جائے۔ بچّے کو آگے چل کر جس قسم کا کام کرنا ہوتا ہے، اسے اُسی قسم کی غذا ملتی ہے۔ جن بچوں کو مزدور بننا ہوتا ہے، ان کی غذا معمولی ہوتی ہے اور جنھیں بادشاہ یا ملکہ بننا ہوتا ہے اُنھیں اچھی غذا دی جاتی ہے۔ شاہی بچّے جب ذرا بڑے ہوتے ہیں تو ان کے پَر نکل آتے ہیں اور وہ باہر آکر اُڑنے لگتے ہیں۔ ان میں سے اکثر پرندوں کی خوراک بن جاتے ہیں۔

جہاں ہمیں اپنے مکان کے دروازوں، کھڑکیوں، الماریوں اور فرنیچر وغیرہ کو دِیمک سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے، وہاں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ دِیمک جیسے ننھے ننھے کیڑے کتنے اچھے انتظام کے ساتھ رہتے ہیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق سے افضل بنایا ہے۔ وہ اپنی زندگی اگر مل جل کر نہ گزارے تو اس معمولی سے کیڑے سے بھی کم تر سمجھا جائے گا۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- دِیمک خطرناک کیسے ہے؟

۲- دِیمک اپنے شہر اور قلعے کس چیز سے بناتی ہے؟

۳- ملکہ دِیمک کہاں رہتی ہے اور کیا کام کرتی ہے؟

۴- دِیمک کے قلعے میں خوراک کا انتظام کون کرتا ہے؟

۵- دِیمک کی زندگی سے ہم کیا سبق سیکھ سکتے ہیں؟

(ب) کالم (۱) کے ہر لفظ کے سامنے تین لفظ دیے گئے ہیں۔اُن میں سے جو لفظ اُس کے صحیح معنی کو ظاہر کرتا ہے،اس کے نیچے نشان لگایئے۔

۱	۲
خطرناک	بدصورت—طاقت ور—خطرے والا
چَٹ کر جانا	چکھنا—کھا جانا—جلا دینا
اتحاد	اتفاق—محبت—بھائی چارہ
خادم	آقا—باورچی—خدمت گار
افضل	عالم—اعلیٰ—سردار

(ج) دیے ہوئے اسموں میں سے ہر قسم کے اسم الگ الگ لکھیے:

قلعہ – دِیمک – الماری – کِیڑا – لکڑی – شہر – سپاہی – محل - فرنیچر

۱- جانداروں کے نام: ________ ________ ________

۲- جگہوں کے نام: ________ ________ ________

۳- چیزوں کے نام: ________ ________ ________

ہمیشہ سچ بولو

بہت دِنوں کی بات ہے۔ گیلان کے قصبے میں ایک ہونہار لڑکا رہتا تھا، جس کا نام عبدالقادِر تھا۔ اُسے بچپن ہی سے لکھنے پڑھنے کا بڑا شوق تھا۔ اِبتدائی تعلیم اُس نے اپنے قصبے ہی میں حاصل کی۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے بغداد جانے کا اِرادہ کیا۔ بغداد اُن دِنوں علم و فن کا مرکز تھا۔ دُور دُور سے لوگ علم حاصل کرنے کے لیے وہاں جاتے تھے۔

اُس زمانے میں ریل گاڑی، موٹر اور ہوائی جہاز نہیں تھے۔ اکثر لوگ پیدل یا اُونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کرتے تھے۔ بہت سے لوگ قافلہ بنا کر چلتے تھے، تاکہ راستے میں وقت پڑے تو ایک دوسرے کی مدد کی جاسکے۔ عبدالقادِر نے بھی ایک قافلے کے ہمراہ سفر کرنے کا فیصلہ کیا۔ گھر سے رُخصت کرتے وقت ماں نے چالیس دِینار اس کے کپڑوں میں سی دیے اور نصیحت کی کہ : "بیٹا! ہر گز جھوٹ نہ بولنا۔ ہمیشہ سچ بولنا۔ سچ بولنے والے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اس کی ہر مشکل کو آسان کر دیتا ہے۔" سعادت مند

بیٹے نے ماں کی نصیحت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا اور قافلے کے ساتھ سفر پر روانہ ہو گیا۔

راستے میں قافلے پر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور قافلے والوں کا سارا مال واسباب لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو نے عبدالقادِر سے پُوچھا: "لڑکے، تیرے پاس کیا ہے؟" عبدالقادر کو اپنی ماں کی نصیحت یاد تھی۔ اس نے کہا: "چالیس دِینار ہیں"۔ ڈاکو اسے اپنے سردار کے پاس لے گیا اور سارا ماجرا بیان کر دیا۔ سردار نے لڑکے سے پوچھا: "کیا تمھارے پاس واقعی چالیس دِینار ہیں؟" عبدالقادِر نے جواب دیا: "ہاں"۔ سردار بولا: "کہاں ہیں؟ لاؤ دکھاؤ۔" اس نے جواب دیا: "میرے کپڑوں میں سلے ہوئے ہیں۔" سردار کے کہنے پر اس نے وہ دِینار نکال کر اس کے سامنے رکھ دیے۔

ڈاکوؤں کے سردار کو اس بات پر بڑا تعَجُّب ہوا۔ اُس نے لڑکے سے پوچھا: "تم نے ہمیں کیوں بتایا کہ تمھارے پاس اتنے دِینار ہیں؟" لڑکے نے جواب دیا: "میری ماں کی نصیحت ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں۔ ماں کی نصیحت پر عمل کرنا میرا فرض ہے۔"

لڑکے کی اس بات کا سردار کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ اس نے اپنے دل میں سوچا کہ "اگر یہ اپنی ماں کا کہا اس قدر مانتا ہے تو ہم اپنے پیدا کرنے والے کا حکم کیوں نہیں مانتے؟" اُس نے اسی وقت قافلے والوں کا مال واسباب واپس کر دیا اور آئندہ کے لیے بُرے کاموں سے توبہ کر لی۔

یہی سچا لڑکا آگے چل کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام سے مشہور ہوا۔ مسلمان اُن کا نام بڑے ادب اور احترام سے لیتے ہیں۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- یہ کہانی کس بزرگ کی ہے؟

۲- وہ بغداد کس لیے گئے؟

۳- رخصت ہوتے وقت ماں نے اُنھیں کیا نصیحت کی تھی؟

۴- راستے میں ان کے قافلے کو کیا حادثہ پیش آیا؟

۵- ڈاکوؤں نے قافلے والوں سے کیا سلوک کیا؟

۶- ڈاکوؤں کے سردار کی عبدالقادِر سے کیا باتیں ہوئیں؟

۷- ڈاکوؤں کے سردار نے توبہ کیوں کی؟

(ب) ہر لفظ کے آگے اس کے معنیٰ کا نمبر درج کیجیے:

الفاظ: دِینار_____ قافلہ_____ احترام_____ ماجرا_____

معانی: ۱- واقعہ ۲- مسافروں کا گروہ ۳- عزّت ۴- سونے کا ایک سکہ

(ج) دیے ہوئے الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

الفاظ: کبھی — ماجرا — سچ — احترام — قافلوں

۱- ہمیشہ_______ بولو۔ جھوٹ_______ نہ بولو۔

۲- پُرانے زمانے میں لوگ_______ میں سفر کرتے تھے۔

۳- ڈاکو نے سردار سے سارا_______ بیان کر دیا۔

۴- نیک بچّے اپنے بزرگوں کا_______ کرتے ہیں۔

(د) اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

بندر والا

ڈُگ ڈُگ، ڈُگ ڈُگ کرتا آیا　　بندر والا بندر لایا
ہاتھ میں اِک موٹا سا ڈنڈا　　ڈنڈے میں اِک لال سا جَھنڈا
کندھے پر میلا سا جُھولا　　پیچھے بندر بھولا بھولا!
بندر کے ساتھ ایک بندریا　　پہنے ہوئے ایک لال گھگھریا
کُوچوں بازاروں سے گزرتا　　چوک میں آیا ڈگ ڈُگ کرتا
دیکھ کے کچھ لوگوں کا جمگھٹ　　اُس نے کھیل جمایا جھٹ پٹ
جب لوگوں نے گھیرا باندھا　　چِھلنے لگا کاندھے سے کاندُھا
لے کر ڈنڈا، رکھ کر جھولا　　بندر والا ہنس کر بولا
"ناچو بیٹا! ناچو بیٹا!"　　بندر نے بھی جسم سمیٹا
جِھجھکا اور نہ کچھ شرمایا　　تھرَک تھرَک کر ناچ دکھایا
لڑکوں نے بندر کو ستایا　　بندر کو بھی غصہ آیا
جھپٹا اُن پر ڈنڈا لے کر　　اُن کو ڈرایا بھبکی دے کر
کرکے تماشے ایسے ایسے　　سب لوگوں سے مانگے پیسے

وقت ابھی تھا ٹھنڈا ٹھنڈا
چلتا بنا، لے جھولا ڈنڈا

(محمد شفیع الدّین نیرؔ)

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- شاعر کا نام کیا ہے؟

۲- اس نظم میں کتنے شعر ہیں اور کتنے مصرعے؟

۳- ایک شعر میں کتنے مصرعے ہوتے ہیں؟

(ب) ذیل کے ہر لفظ کے آگے اس کے معنی کا نمبر درج کیجیے:

الفاظ: گھگھریا ______ جمگھٹ ______ تھرکنا ______ بھبکی ______

معانی: ۱- مٹکنا ۲- گھُرکی ۳- ہجوم ۴- چھوٹا سا لہنگا

(ج) ذیل کے الفاظ میں جو اسم ہیں، اُن کے نیچے نشان لگائیے:

جھنڈا - لایا - لال - بندر - ڈنڈا - ناچو - جھولا - ہاتھ - سے

(د) کالم (ا) کے ہر لفظ کے سامنے دو ایسے لفظ لکھیں جن کی آخری آواز اُس لفظ جیسی ہو۔

آیا:	لایا	دکھایا
جھولا:	______	______
ڈنڈا:	______	______
کھٹ پٹ:	______	______
گھگھریا:	______	______

(ہ) 'کندھے سے کندھا چھلتا تھا' کے کیا معنی ہیں؟

۱- ہر کندھا زخمی ہو رہا تھا۔ ۲- بہت بھیڑ تھی۔

۳- لوگوں میں لڑائی ہو رہی تھی۔

یَومِ آزادی

اسکول کا آخری گھنٹہ ختم ہونے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ نائب قاصد ایک رجسٹر ہاتھ میں لیے جماعت کے کمرے میں داخل ہوا۔ رجسٹر کو پہچان کر بچّوں کے چہرے خوشی سے کِھل گئے۔ یہ رجسٹر ہمیشہ کسی چھُٹی کے اعلان کے لیے آتا تھا۔ ماسٹر صاحب نے پہلے بچّوں کے مسکراتے ہوئے چہروں پر نظر ڈالی۔ پھر خاموشی سے رجسٹر کی عبارت پڑھی اور مُسکراتے ہوئے کہا: "بچو! آپ صحیح سمجھے۔ کل ۱۴ اگست کو یومِ آزادی کی چھُٹی ہے۔ لیکن ہم یہ چھُٹی دوسری چھُٹیوں کی طرح گھر میں بیٹھ کر نہیں منائیں گے بلکہ یہ بڑے شان دار طریقے سے اسکول میں منائی جائے گی"۔

جماعت کے ایک بچّے، انور نے پوچھا: "جناب! ہم یومِ آزادی کیوں مناتے ہیں؟" ماسٹر صاحب نے کہا: "انور، آپ نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے۔ لو، سنو۔ ۱۹۴۷ء تک پاکستان اور بھارت ایک ہی ملک تھے، جسے ہندوستان کہتے تھے۔ اس پر انگریزوں کی حکومت تھی۔ ہمارے بزرگ انگریزوں کی غلامی سے نجات پانے کے لیے

لگاتار کوشش کرتے رہے۔ اس کوشش میں سبھی شریک رہے۔ لیکن مسلم رہنماؤں نے آزادی کی جدّوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ اُن میں نواب سراجُ الدّولہ، سلطان ٹیپو شہیدؒ، سید احمد شہیدؒ، سر سیّد احمد خان، مولانا محمّد علی جوہؔر، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا محمود الحسن، علامہ اقبالؒ، قائدِاعظم محمد علی جناحؒ، مولانا حسرؔت موہانی اور لیاقت علی خان کے نام خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔

ہندو بھی آزادی کی جدّوجہد میں شریک تھے۔ جب آزادی کی اُمیدیں پوری ہونے کا وقت آگیا تو ہندوؤں نے اپنی اکثریت کے بَل بُوتے پر پورے ملک میں ہندو راج قائم کرنے کے منصوبے بنانے شروع کردیے۔ اس لئے قائدِاعظم محمد علی جناحؒ نے انگریز حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک کو تقسیم کرکے مسلمانوں کی اکثریت کے علاقوں میں مسلمانوں کی حکومت قائم کی جائے۔ اس مطالبے کو منوانے کے لیے قائدِاعظمؒ نے مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا۔ ہندوؤں اور انگریزوں نے اس مطالبے کی سخت مخالفت کی۔ مگر قائدِاعظمؒ کے عزم واستقلال کے مقابلے میں ان کی ایک نہ چلی۔ چناں چہ ملک کے دو حصّے ہوئے اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا کی ایک بہت بڑی اسلامی مملکت 'پاکستان' وجود میں آئی۔

ماسٹر صاحب یہ باتیں بتاکر تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر بولے: "بچّو! آپ کو یہ تو معلوم ہوگیا کہ ہم ۱۴ اگست کو یومِ آزادی کیوں مناتے ہیں۔ اب آپ بتائیے کہ ہم لوگ یومِ آزادی کس طرح مناتے ہیں؟" کئی بچّوں نے جواب کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور

ماسٹر صاحب نے ایک ایک کر کے سب کو جواب دینے کا موقع دیا۔

حامد بولا: "اسکولوں اور کالجوں میں جلسے ہوتے ہیں، جن میں پاکستان بنانے والے رہنماؤں اور عوام کی کوششوں اور قربانیوں کا ذکر کر کے وطن سے وفاداری اور اس کی خدمت کا جذبہ اُبھارا جاتا ہے، وطن کی راہ میں شہید ہونے والوں کی روحوں کو ثواب پہنچایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے کہ ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

محمود نے کہا: "جناب! ریڈیو اور ٹی وی سے خاص پروگرام نشر کیے جاتے ہیں اور بڑی بڑی عمارتوں پر چراغاں کیا جاتا ہے۔"

ابھی محمود کی بات پوری نہ ہونے پائی تھی کہ چھُٹی کا گھنٹہ بج گیا۔ ماسٹر صاحب نے بچّوں کو شاباشی دی اور پھر سب کمرے سے نکل گئے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱۔ ہم ۱۴ اگست کو یومِ آزادی کیوں مناتے ہیں؟

۲۔ قائدِاعظمؒ نے ہندوستان کے دو حصّے کرنے کا مطالبہ کیوں کیا تھا؟

۳۔ آپ کے اسکول میں یومِ آزادی کس طرح منایا جاتا ہے؟

(ب) یومِ آزادی پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔

(ج) ذیل کے ہر لفظ کے سامنے اس کے معنی کا نمبر درج کیجیے:

الفاظ: بَل بُوتا_____ منوانا_______ نجات_____ جذبہ_____

جِدّوجہد_______

معانی: ۱-ولولہ، جوش ۲-چھٹکارا ۳-زور ۴-کوشش

۵-تسلیم کروانا

(د) نیچے دیے ہوئے الفاظ لکھ کر خالی جگہیں پُر کیجیے:

الفاظ: وجود – جذبہ – بَل بوتے – قُربانی – شان دار۔

۱- مسلمانوں نے اپنے__________ پر پاکستان حاصل کیا۔

۲- نوجوانوں میں وطن کی خدمت کا__________ اُبھارنا چاہیے۔

۳- پاکستان کے لیے مسلمانوں نے بڑی سے بڑی__________ دی۔

۴- پاکستان ۱۴ اگست کو__________ میں آیا۔

۵- ہم یومِ آزادی__________ طریقے سے مناتے ہیں۔

ہماری قوم

عرب کا ایک بدّو تھا اور اس کے پاس ایک کتا تھا۔ وہ سفر کر رہا تھا اور کتّا اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ ایک دَفعہ سڑک کے کنارے، بھوک سے نِڈھال، کتّا گر پڑا اور بے حال ہو کر دَم توڑنے لگا۔ بدّو اس کے سرھانے بیٹھا سَر پیٹ رہا تھا اور زار و قطار رو رہا تھا کہ:

"میرے رفیق! اب تو مجھ سے جُدا ہونے لگا ہے۔"

اتنے میں ایک اور مسافر اُدھر سے گزرا اور وہ بدّو کا یہ حال دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور بدّو سے دریافت کرنے لگا کہ "تم اس قدر کیوں روتے دھوتے ہو؟" اس نے کتّے کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ "یہ کتّا میرا بڑا رفیق ہے۔ ساری رات میری چوکی داری کرتا تھا اور کسی دشمن کو میرے پاس نہیں آنے دیتا تھا۔ دن کو شکار مار کر لاتا تھا اور میرے آگے رکھ دیتا تھا۔ جو لُقمَہ اس کو کہیں مل جاتا تھا، وہی کھالیتا تھا اور صبر کرتا تھا۔ اب اس کا یہ حال ہے کہ دَم توڑ رہا ہے اور کوئی دَم میں مرنے والا ہے۔"

مسافر نے کہا: "کیا اس کو شکار کرنے میں کوئی زخم کسی دَرِندہ جانور کا لگا ہے، جس کے سبب سے اس کا یہ حال ہو گیا ہے؟" بدّو نے کہا: "نہیں کوئی زخم نہیں لگا ہے۔ مگر چند روز سے اس کو کھانے کو نہیں ملا اور بھوک کے مارے مر رہا ہے۔"

اتنے میں مسافر کی نظر عرب (بدّو) کے اسباب پر پڑی۔ اس کی زنبیل میں بہت سا

کھانا بھرا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ "تمھارے پاس تو بہت سا کھانا ہے۔ تم اس میں سے اس کتّے کو کیوں نہیں دے دیتے؟" بدّو نے کہا: "واہ! یہ تو میرا زادِ راہ ہے۔ مسافرت میں اس میں سے کھاتا ہوں۔ اگر اس میں سے کتّے کو دے دوں تو میں کیا کھاؤں گا؟" مسافر نے کہا: "تم رویا کرو۔ تمھاری قسمت ہی میں رونا لکھا ہے۔"

یہی حال ہماری قوم کا ہے کہ قوم کی بدحالی پر روتے اور افسوس تو بہت کرتے ہیں مگر اس کی کچھ امداد نہیں کرتے۔ اسی سبب سے اس بدّو کا سا حال ہماری قوم کا ہے اور کبھی ان کی زبانی ہمدردی دیکھ کر کہتا ہوں کہ "نہیں" مگر تَصفِیَۃً "ہاں" کا ہی کرنا پڑتا ہے۔

خدا ان کو توفیق دے کہ سب لوگ بقدرِ حیثیت قوم کی امداد کریں۔ اگر ایسا کریں تو جو خراب حال قوم کا ہے، وہ چند روز میں خوش حالی سے بدل جائے اور قوم کو قوم کی حالت پر رونا نہ پڑے۔ (سر سیّد احمد خان)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱۔ یہ مضمون کس نے لکھا ہے؟

۲۔ بدّو کا کتّا سڑک کے کنارے کیوں گر پڑا؟

۳۔ بدّو کیوں رو رہا تھا اور کیا کہہ رہا تھا؟

۴۔ مسافر نے بدّو سے کیا پوچھا اور بدّو نے کیا جواب دیا؟

۵- بدّو کی زنبیل دیکھ کر مسافر نے کیا کہا اور بدّو نے کیا جواب دیا؟

۶- مسافر نے بدّو سے آخری بات کیا کہی؟

۷- سَر سیّد احمد خان نے یہ کہانی سنا کر قوم کو کیا نصیحت کی ہے؟

(ب) ہر لفظ کے آگے اُس کے معنی کا نمبر درج کیجیے:

الفاظ: نڈھال ____ رفیق ____ درندہ ____ زنبیل ____

زادِ راہ ____ تَصفِیَّہ ____ بقدرِ حیثیت ____ دَم توڑنا ____

معانی: ۱- ساتھی ۲- تھیلا ۳- فیصلہ ۴- سفر کا سامان

۵- بے حد کمزور ۶- پھاڑ کھانے والا ۷- حیثیت کے مطابق ۸- مر جانا

(ج) اس سبق سے ہر قسم کے تین تین اسم تلاش کر کے لکھیے:

۱- جانداروں کے نام: ________ ________ ________

۲- چیزوں کے نام: ________ ________ ________

۳- جگہوں کے نام: ________ ________ ________

ترانہ

اُچھلو، کُودو، آؤ بچّو!
گیت خوشی کے گاؤ بچّو!
پڑھ لکھ کر تم اپنے وطن کی
ہر دم شان بڑھاؤ بچّو!
اُچھلو، کُودو، آؤ بچّو!
گیت خوشی کے گاؤ بچّو!

اپنے وطن پر مرنا سِیکھو
صرف خُدا سے ڈرنا سِیکھو
عِلم وہُنر کی دولت پاکر
دُنیا پر چھا جاؤ بچّو!
اُچھلو، کُودو، آؤ بچّو!
گیت خوشی کے گاؤ بچّو!

تو ہو وطن کے راج دُلارے
پاکستان کی آنکھ کے تارے
ملک کے اچھے شہری بن کر
قوم کا سُکھ بن جاؤ بچّو!
اُچھلو، کُودو، آؤ بچّو!
گیت خوشی کے گاؤ بچّو!

(ارشادالحق قدّوسی)

(الف) ۱- کیا آپ کو پاکستان کا قومی ترانہ یاد ہے؟ سنائیے۔

۲- اس ترانے کو زبانی یاد کیجیے اور پھر مل کر گائیے۔

(ب) صحیح معنوں کے نیچے نشان لگائیے:

۱- 'شان بڑھانا' کے معنی ہیں: (الف) سجانا (ب) ترقی دینا (ج) پیداوار بڑھانا

۲- 'وطن پر مرنا' کے معنی ہیں: (الف) وطن کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینا

(ب) اپنے وطن ہی میں مرنا (ج) وطن کے لیے لڑنا

۳- 'دنیا پر چھا جاؤ' کے معنی ہیں: (الف) ساری دنیا میں پھیل جاؤ

(ب) ساری دنیا پر قبضہ کر لو (ج) دنیا میں عزّت اور نام پیدا کرو۔

۴- 'راج دُلارا' کے معنی ہیں: (الف) شہزادہ (ب) آنکھ کا تارا (ج) عزیز، پیارا

(ج) شعروں کے مجموعے کو بند کہتے ہیں۔ بتائیے:

۱- اس نظم میں کتنے بند ہیں؟

۲- کون سا شعر ہر بند میں شامل ہے؟

'ترانہ' کے معنی ہیں 'گیت' یا 'نغمہ'۔ ترانہ عام طور پر گا کر پڑھا جاتا ہے۔

مارکونی

عِلم بڑی طاقت ہے۔ جو عِلم مشاہدے اور تجربے سے حاصل ہوتا ہے، اسے سائنس کہتے ہیں۔ اس لیے سائنس بھی ایک زبردست طاقت ہے۔ طاقت فائدہ مَند بھی ہو سکتی ہے اور مُضِر بھی۔ اگر اسے نیک اور مُفید کاموں میں استعمال کیا جائے تو یہ ایک نعمت ہے اور اگر اسے ظُلم اور زِیادتی کے لیے بَرتا جائے تو یہ ایک لعنت ہے۔ یہی حال سائنس کا ہے۔ اِسے انسان کی خوش حالی کے لیے بھی کام میں لایا جاسکتا ہے اور انسان کی تباہی اور بربادی کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

سائنس کی مدد سے بہت سی مُفید چیزیں اِیجاد ہوئیں۔ انھی میں سے ایک لاسلکی، یعنی تاروں کے بغیر بجلی کی لہروں کی مدد سے پیغامات پہنچانے کا طریقہ ہے، جس کی ایجاد کا سہرا مارکونی کے سَر ہے۔ ریڈیو، جس کے ذریعے ہم اپنے گھر بیٹھے دنیا کے ہر حصے کے لوگوں کی باتیں سُن سکتے ہیں، مارکونی ہی کی ایجاد ہے، اور وہ اسی طریقے پر ہی کام کرتا ہے۔

مارکونی اٹلی کا باشندہ تھا۔ وہ نہایت ذہین تھا۔ ابھی وہ پندرہ ہی سال کا تھا کہ اُسے بجلی کے کام سے دل چسپی پیدا ہوگئی۔ وہ دن رات بجلی کے تاروں، کھمبوں اور ڈبوں کے

ذریعے تجربات کرتا رہتا تھا۔ اُس کے کمرے میں ہر طرف یہی چیزیں بکھری پڑی رہتی تھیں۔

مارکونی نے اِن چیزوں کی مدد سے پہلا کامیاب تجربہ بجلی کی گھنٹی بنا کر کیا۔ ابتدا میں اس کی بنائی ہوئی گھنٹی کی آواز زیادہ دُور نہ جا سکی۔ مگر اس کامیاب تجربے نے اس کی ہمت بڑھائی۔ اس سے پہلے بجلی کی لہروں کے ذریعے ایک مقام سے دوسرے مقام تک پیغام پہنچانے کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ دو مقامات تاروں کے ذریعے ایک دوسرے سے ملے ہوں۔ تاروں کا سہارا لیے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا تھا۔ مارکونی تاروں کے سہارے کے بغیر، صرف بجلی کی لہروں کی مدد سے، دُور دُور تک پیغام پہنچانا چاہتا تھا۔

مارکونی کے کام کے راستے میں سب سے بڑی رُکاوٹ پیسے کی کمی تھی۔ جب اسے اپنے وطن میں ضرورت کے مطابق پیسہ نہ مل سکا تو وہ لندن چلا گیا۔ جہاں لوگوں نے اس کے کام کی بڑی قدر کی اور اُسے اپنا کام جاری رکھنے کے لیے کافی سرمایہ مل گیا۔ اٹلی کی حکومت کو جب یہ خبریں پہنچیں تو اسے مارکونی کے کام کا اندازہ ہوا اور اس نے مارکونی کو واپس بُلا کر لاسلکی (وائرلیس) اسٹیشن قائم کرنے میں اس کی مدد کی۔

پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء - ۱۹۱۸ء) کے دوران اٹلی نے اس اسٹیشن سے اپنے بحری جہازوں کو پیغام دیا۔ یہ پیغامات تاروں کے بغیر بیس کلو میٹر تک پہنچ سکتے تھے۔ اس ایجاد سے مارکونی کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی۔ کچھ عرصے کے بعد مارکونی نے ایک کمپنی بنائی جس نے دنیا کا سب سے پہلا ریڈیو اسٹیشن قائم کیا۔ ریڈیو کا رواج عام ہونے کے

ساتھ ساتھ مارکونی کا نام بھی دنیا میں عام ہو گیا۔ ۱۹۳۷ء میں مارکونی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

مارکونی کو اس مفید ایجاد پر ۱۹۰۹ء میں نوبل انعام دیا گیا۔ دنیا کا یہ سب سے قیمتی انعام ان خوش نصیب لوگوں کو ملتا ہے جو کوئی نمایاں اور مفید علمی یا عملی کارنامہ انجام دیتے ہیں۔ مارکونی کو یہ شہرت اور عزت اس لیے حاصل ہوئی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی عقل کو مفید اور کارآمد کام میں استعمال کیا۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- مارکونی کہاں کا باشندہ تھا اور اُسے کس کام سے دل چسپی تھی؟

۲- مارکونی کیا کرنا چاہتا تھا؟

۳- مارکونی اپنے وطن کو چھوڑ کر لندن کیوں گیا؟

۴- مارکونی کو اٹلی کی حکومت نے کیوں واپس بلایا؟

۵- مارکونی اپنی کون سی ایجاد کے لیے مشہور ہے؟

۶- سائنس سے کیا مراد ہے؟

۷- سائنس نعمت کب ہوتی ہے اور لعنت کب؟

(ب) پہلی فہرست کے ہر لفظ کے آگے دوسری فہرست کے اُس لفظ کا نمبر درج کیجیے جس کے معنی اس کا اُلٹ ہوں۔

۱۔ ابتدا_____ ظلم____ مفید_____ نیک _____ کامیابی_____

۲۔ ۱۔ مضر ۲۔ انتہا ۳۔ بد ۴۔ انصاف ۵۔ ناکامی

(ج) دیے ہوئے الفاظ سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

شہرت - ریڈیو اسٹیشن - لعنت - ایجاد - نعمت

۱۔ مارکونی نے لاسلکی پیغام رسانی کا طریقہ________ کیا۔

۲۔ طاقت اگر انسان کی بھلائی کے لیے استعمال کی جائے تو ________ ہے، ورنہ ________ ہے۔

۳۔ مارکونی کی ________ دُور دُور تک پھیل گئی۔

۴۔ دنیا کا پہلا ________ مارکونی کی کوشش سے قائم ہوا۔

اُستاد کا اِحترام

جنوبی ایشیا پاک و ہند میں انگریز حکومت کا طریقہ تھا کہ جب کوئی شخص کوئی بڑا علمی یا عملی کارنامہ انجام دیتا تو اسے خطاب دیا جاتا تھا۔ جب علامہ اقبالؒ انگلستان اور جرمنی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے وطن واپس آئے اور ان کے علم و فضل اور شاعری کا چرچا ہوا تو کچھ مدّت بعد انگریز حکومت نے انھیں بھی خطاب دینے کا فیصلہ کیا۔

جب علامہ اقبالؒ کو یہ اطلاع دی گئی کہ حکومت انھیں 'سَر' کا خطاب دینا چاہتی ہے تو انھوں نے کہا: "میں یہ خطاب اس شرط پر قبول کر سکتا ہوں کہ حکومت میرے اُستاد مولوی سیّد میر حسن کو 'شمس ُالعلماء' کا خطاب دے۔" جب یہ جواب حکومت کو پہنچا تو حکومت نے علامہ سے دریافت کیا کہ: "آپ اپنے استاد کی کسی ایسی علمی تصنیف کا نام بتایئے، جس کے صلے میں انھیں "شمس العلماء" کا خطاب دیا جا سکے۔" علامہ نے جواب دیا کہ "اپنے اُستاد کی جیتی جاگتی تصنیف خود میں ہوں۔" چناں چہ علامہ اقبالؒ کو "سَر" کا خطاب دیا گیا تو مولوی سیّد میر حسن کو "شمس ُالعلماء" کا خطاب ملا۔

مولوی سیّد میر حسن کون تھے؟ وہ اقبالؒ کے والد بزرگوار کے دوست تھے۔

ایک دن اقبالؒ کے والد، اقبالؒ کو ساتھ لے کر مولوی صاحب کے پاس گئے اور کہا: "میری خواہش ہے کہ اقبالؒ اسکول اور کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے بجائے آپ کی نگرانی میں اسلامی عُلُوم کی تعلیم حاصل کرے۔" مولوی صاحب نے مسکرا کر کہا: "یہ بچّہ اسکول اور کالج میں بھی پڑھے گا۔" مولوی صاحب نے پہچان لیا کہ اقبالؒ بڑا ہونہار بچّہ ہے۔ چناں چہ انھوں نے اقبالؒ کے والد کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اُسے عربی، فارسی اور اسلامیات کی تعلیم دی اور اس طرح اس کی دانش مندی کو چار چاند لگا دیے۔ علامہ اقبالؒ اپنے مشفق اُستاد کو کبھی نہ بھولے اور زندگی بھر ان کی عزّت کرتے رہے۔

علم ایک بے بہا دولت ہے، جو ہمیں اُستادوں کی توجّہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اُستادوں کا احترام کریں۔ اُن کے ساتھ نہایت ادب سے پیش آئیں اور جہاں تک ہو کے اُن کی خدمت کریں۔ اُستاد کے احترام کی رسُولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ نے بھی تاکید کی ہے۔

خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا اَصْمَعی کا شاگرد تھا۔ ایک روز خلیفہ اَصْمَعی کے مکان کے پاس سے گزر رہا تھا۔ دیکھا کہ اَصْمَعی وضو کر رہے ہیں اور شہزادہ پانی ڈال رہا ہے۔ خلیفہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ اَصمعی سے کہا: "میں نے اپنے بیٹے کو اپنے پاس ادب سیکھنے کے لیے بھیجا ہے، مگر آپ اپنے پاؤں اپنے ہاتھ سے دھو رہے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ شہزادہ ایک ہاتھ سے پانی ڈالتا اور دوسرے ہاتھ سے آپ کے پاؤں دھوتا۔"

بچّو! آپ نے دیکھا کہ ہمارے بزرگ اُستادوں کی کس قَدَر عزّت کرتے تھے۔ آپ

بھی اسی طرح اپنے استادوں کی عزت کیجیے۔ ان کی اچھی اچھی باتیں توجُّہ سے سنیے اور اُن پر عَمَل کیجیے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- انگریزی حکومت علامہ اقبالؒ کو کیا خطاب دینا چاہتی تھی؟

۲- علامہ اقبالؒ نے خطاب قبول کرنے کے لیے کیا شرط پیش کی؟

۳- مولوی سیّد میر حسن کون تھے اور اُن سے علامہ اقبالؒ نے کیا تعلیم حاصل کی؟

۴- جب حکومت نے مولوی میر حسن کی کسی تصنیف کا نام پوچھا، تو علامہ اقبالؒ نے کیا جواب دیا؟

۵- ہارون الرشید اور اَصمَعی کا واقعہ اپنے لفظوں میں لکھیے۔

(ب) ذیل کے ہر لفظ کے سامنے اس کے معنی کا نمبر درج کیجیے:

الفاظ: کارنامہ_____ علامہ_____ مشفق_____ بے بہا_____

معانی: ۱- بہت بڑا عالم ۲- بڑا کام ۳- قیمتی ۴- مہربان

☆ خطاب وہ عزّت کا نام ہے جو حکومت کی طرف سے کسی علمی یا عملی کارنامے پر دیا جاتا ہے۔

☆ شمس اُلعلماء کے معنی ہیں عالموں کا آفتاب۔ یہ خطاب بڑے بڑے عالموں کو دیا جاتا ہے۔

☆ اَصمَعی عرب کے ایک مشہور ادیب کا نام ہے۔

☆ ہارون الرشید عباسی خاندان کا نامور خلیفہ تھا، جس کے عہد میں بغداد نے بڑی ترقی کی۔

کھیتوں کا پاسباں

کاندھے پہ ہل ہے لایا   دیکھو کِسان آیا
کھیتوں میں جان آئی   ہوتی ہے پھر بوائی
بیلوں کو لے کے آیا   نغمہ خوشی کا گایا
اس سے چمن کی زِینت   اس سے وطن کی عِزّت
کھیتوں کو دے گا پانی   آئے گی شادمانی
جھُولے گی ڈالی ڈالی   گیہوں کی بالی بالی

(بَرگ یوسفی)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- اس نظم میں کتنے شعر ہیں اور کتنے مصرعے؟

۲- شاعر کا نام کیا ہے؟

۳- شاعر کس کے گُن گا رہا ہے؟

(ب) کالم (۱) کے ہر فقرے کے سامنے کالم (۲) میں تین فقرے دیے گئے ہیں۔ ان میں سے جو فقرہ پہلے فقرے کے معنٰی کو ظاہر کرتا ہے، اس کے نیچے نشان لگائیے۔

کالم (۱)	کالم (۲)
۱- کھیتوں میں جان آئی	۱- کھیت زندہ ہو گئے ۲- کھیتوں میں پودے اُگ گئے ۳- کھیتوں میں پرندے چہچہانے لگے
۲- کھیتوں کا پاسباں ہے	۱- دل لگا کر کھیتی باڑی کرتا ہے ۲- کھیتوں کے اندر مویشیوں کو گھسنے نہیں دیتا ۳- کھیتوں پر پہرہ دیتا ہے
۳- موتی چمک رہے ہیں	۱- موتی بکھرے ہوئے ہیں۔ ۲- موتیوں پر سُورج کی کرنیں پڑ رہی ہیں۔ ۳- بالوں میں دانے بھرے ہوئے ہیں۔

(ج) ذیل کے ہر اسم کے سامنے اسی قسم کے تین اسم اور لکھیے:

۱- رشتے داروں کے نام: بھائی ______ ______ ______
۲- پیشہ وروں کے نام: موچی ______ ______ ______
۳- جگہوں کے نام: اسکول ______ ______ ______
۴- پرندوں کے نام: کبوتر ______ ______ ______
۵- چوپایوں کے نام: اُونٹ ______ ______ ______
۶- پھلوں کے نام: آم ______ ______ ______
۷- سبزیوں کے نام: پالک ______ ______ ______
۸- دھاتوں کے نام: لوہا ______ ______ ______
۹- برتنوں کے نام: لوٹا ______ ______ ______

ٹھٹھہ
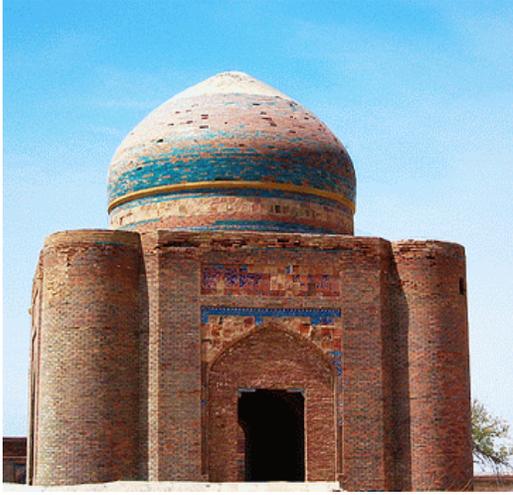
ٹھٹھہ سندھ کا ایک تاریخی شہر ہے، جسے جام نظام الدّین، عُرف جام نندو، نے بسایا تھا۔ جب سندھ پر مغلوں کا قبضہ ہوا تو اس شہر کی رونق کو چار چاند لگ گئے۔ اس زمانے کو ٹھٹھے کا سنہرے دَور کہا جا سکتا ہے۔ اس وقت اس کی آبادی ایک لاکھ سے بھی زیادہ تھی اور یہ عِلم و فن، صنعت و حِرفَت اور تجارت کا بڑا مرکز تھا۔

ٹھٹھہ شہر اگرچہ گھٹتے گھٹتے اس زمانے میں ایک قصبہ ہو کر رہ گیا ہے لیکن اس کے قریب دس کلو میٹر لمبا چوڑا قبرستان اس کی قدیم وُسعت اور شان و شوکت کا پتا دیتا ہے۔ دوسری چیز، جس سے اس شہر کی گزشتہ عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، وہ اس کی جامع مسجد ہے۔

ٹھٹھے کی جامع مسجد، مشہور مغل بادشاہ شاہ جہاں کے عہد میں تعمیر ہوئی تھی۔ اس کی تعمیر میں چھوٹی اینٹیں اور خُوش نُما ٹائیلس استعمال ہوئی ہیں۔ مسجد کی خاص چیز برآمدوں کے وہ گنبذ ہیں جن میں سے گونجتی ہوئی امام صاحب کی آواز محراب سے بہت فاصلے پر واقع مشرقی دروازے تک پہنچتی ہے اور صاف سنائی دیتی ہے۔ جو کام آج کل لاؤڈ اسپیکروں کی مدد سے کیا جاتا ہے، وہ اس مسجد میں خود بہ خود انجام پا جاتا ہے۔

کسی زمانے میں ٹھٹھہ میں چار سو مدرسے تھے، جن میں بڑے بڑے عالِم درس دیا کرتے تھے اور ہزاروں طالب علم ان میں تعلیم پاتے تھے۔ اس زمانے میں ٹھٹھہ سندھ کا دارالحکومت تھا۔ دارالحکومت ہونے کی وجہ سے جہاں اس شہر کو اتنی ترقّی نصیب ہوئی، وہاں اس کی بربادی بھی اسی وجہ سے ہوئی۔ جو بھی حملہ آور آیا، اس نے اس شہر کو تباہ و برباد کیا۔ بعض حملہ آوروں نے تو اسے آگ بھی لگادی۔

ٹھٹھہ کے ویران ہونے کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہوئی کہ بعد کے حکمرانوں نے اسے چھوڑ کر حیدر آباد کا شہر بسایا اور اُسی کو دارالحکومت بنالیا، جس کی وجہ سے رفتہ رفتہ اس کی آبادی گھٹنے لگی۔ آج کل ایک چھوٹا سا شہر ہونے کے باوجود یہاں کی بعض چیزیں اب بھی پورے ملک میں پسند کی جاتی ہیں اور ملک سے باہر بھی ان کی مانگ ہے۔ ان چیزوں میں ریشمی لُنگیاں اور لکڑی کا سامان خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

پاکستان کے قیام کے بعد حکومت نے اس قدیم شہر کی طرف خاص توجُّہ دی اور اصل شہر اور قبرستان کے درمیان ایک جدید طرز کی بستی بسائی۔ اس نئی بستی میں سرکاری دفتروں کے علاوہ سِوِل اسپتال، اسکول اور کالج قائم کیے گئے، جن سے اس کی آبادی اور رونق میں خاصا اِضافہ ہو گیا ہے۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- ٹھٹھہ شہر کس نے بسایا تھا؟
۲- اس شہر کا سنہرا دور کب شروع ہوا؟
۳- ٹھٹھہ کی گزشتہ عظمت کا اندازہ کن دو چیزوں سے لگایا جا سکتا ہے؟
۴- ٹھٹھہ کی جامع مسجد کس بادشاہ کے عہد میں تعمیر ہوئی اور اس کی خاص خوبی کیا ہے؟
۵- ٹھٹھہ کی ویرانی کے دو بڑے سبب بیان کیجیے۔
۶- ٹھٹھہ کی کون سی چیزوں کی ملک سے باہر بھی مانگ ہے؟

(ب) ٹھٹھہ پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔

(ج) صحیح معنوں کے نیچے نشان لگائیے:

۱- رونق کو چار چاند لگ گئے کے معنی ہیں: (الف) رونق بہت بڑھ گئی
(ب) روشنی کا بہت اچھا انتظام ہو گیا (ج) شان دار جلسے ہونے لگے

۲- 'سنہری دَور' سے مراد ہے وہ دَور: (الف) جب لوگ بہت خوش حال تھے
(ب) جب سونے کا کاروبار بڑھ گیا تھا۔ (ج) جب سونے کے زیورات کا بڑا رواج تھا۔

(د) خالی جگہوں کو دیے ہوئے الفاظ سے پُر کیجیے:

دارالحکومت - محراب - مرکز - درس

۱- پُرانے زمانے میں ٹھٹھہ علوم و فنون کا ________ تھا۔
۲- نماز پڑھاتے وقت امام صاحب ________ میں کھڑے ہوتے ہیں۔
۳- امام صاحب صبح کی نماز کے بعد قرآن پاک کا ________ دیتے ہیں۔
۴- پاکستان کا ________ اسلام آباد ہے۔

میری کِتاب

مَیرا دِل لُبھاتی ہے میری کتاب
بہت مجھ کو بھاتی ہے میری کتاب
سُناتی ہے مجھ کو لطیفے کبھی
خوشی سے ہنساتی ہے میری کتاب
پُرانے زمانے کے قصّے بھی
مزے سے سُناتی ہے میری کتاب
کراتی ہے اُونچے مقاموں کی سَیر
ہَوا میں اُڑاتی ہے میری کتاب
پہاڑوں کے، جِھیلوں کے، دریاؤں کے
نَظارے دِکھاتی ہے میری کتاب
مجھے صاف رہنے کے اچھّے اُصول
سِکھاتی پڑھاتی ہے میری کتاب
اگر دِل کسی وقت ناشاد ہو
مجھے یاد آتی ہے مَیری کتاب

(احمد حسین خاں)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- اس نظم میں کتنے مصرعے ہیں اور کتنے شعر ہیں؟

۲- وہ کون سے الفاظ ہیں جو پہلے شعر کے دونوں مصرعوں کے آخر میں آئے ہیں اور باقی شعروں کے صرف دوسرے مصرعوں میں آئے ہیں؟

۳- اس نظم میں سے وہ سارے الفاظ چن کر لکھیے جن کی آواز 'لُبھَاتی' سے ملتی ہے، جیسے: کراتی۔

(ب) کالم (۱) کے ہر فقرے کے سامنے کالم (۲) کے اُس فقرے کا نمبر درج کیجیے جو اس سے تعلق رکھتا ہے۔

۱	۲
کتاب ہمیں ہنساتی ہے	۱-ہوائی سفر کے حالات بیان کر کے۔
کتاب ہمیں ہَوا میں اُڑاتی ہے	۲-جب ہمارا دل غمگیں ہوتا ہے۔
کتاب ہمیں قدرتی نظارے دِکھاتی ہے	۳-مزے دار لطیفے سنا کر۔
ہم کتاب کو یاد کرتے ہیں	۴-صفائی اور صحت کے اُصول۔
کتاب ہمیں سِکھاتی ہے	۵- پہاڑوں، جھیلوں اور دریاؤں کا حال بیان کر کے۔

(ج) ذیل کے فقروں میں پہلے اسموں کے نیچے نشان لگائیے، پھر ان لفظوں کے اوپر نشان لگائیے جو یہ بتاتے ہیں کہ اِن اسموں نے کیا کیا۔

۱-بادل گرجا ۲-بجلی چمکی ۳-مینھ برسا

۴-چور بھاگا ۵-بلّی کودی ٦-کوّا اُڑا

۷-ستارے چمکے ۸-بچّہ ہنسا ۹- چاند نکلا

☆ جو لفظ یہ بتائے کہ کسی نے کیا کیا، اُسے قواعد میں فعل کہتے ہیں۔ جیسے: گرجا، دوڑا، آیا۔

عِیدُ الفِطرُ

ساجِد نے رَمضان کے پورے روزے رکھے تھے۔ انتیسویں روزے کو اُسے افطار کے وقت کا بڑی بے چینی سے انتظار تھا۔ اس لیے نہیں کہ روزہ لگ رہا تھا بلکہ اِس لیے کہ اُس روز عید کا چاند نظر آنے کا اِمکان تھا۔ وہ دِل ہی دِل میں سوچ رہا تھا، معلوم نہیں آج چاند ہو یا نہ ہو۔ مغرب کی اَذان سے چند منٹ پہلے وہ اپنے مکان کی چھت پر جا پہنچا۔ آس پاس کی چھتوں پر بھی لوگ چاند دیکھنے کے لیے جمع ہو رہے تھے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو آسمان کے مغربی کنارے پر باریک سا چاند دکھائی دیا۔ ساجد خوشی سے چلایا: "چاند ہو گیا! چاند ہو گیا!" اس کی آواز سن کی دوسرے بھائی بہن بھی چھت پر چڑھ آئے۔ سب نے چاند دیکھا اور ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔

ان سب بچّوں کو عید کی تیاری کی فکر ہوئی اور انھوں نے عید کے نئے کپڑے، موزے اور جُوتے وغیرہ تیار کر لیے۔ بچیوں نے مل کر ایک دوسرے کے مہندی لگائی۔ اس کے بعد سب جا کر اپنے اپنے پلنگ پر لیٹ گئے تا کہ صبح سویرے ہی اُٹھ جائیں۔ ساجد کو تو رات بھر خواب میں عید کے منظر دکھائی دیتے رہے۔

اگلے روز صبح کی نماز کے بعد ساجد اور اس کے بہن بھائیوں نے نہا دھو کر اُجلے

کپڑے پہنے۔ امّی نے جلدی سے سوّیاں تیار کیں، جو سب نے مل کر کھائیں۔ سب لوگ عید گاہ جانے کو تیار تھے کہ امی جان نے یاد دِلایا کہ ابھی فِطرہ ادا نہیں کیا گیا۔ چناں چہ سب گھر والوں کی فِطرے کی رقم پڑوس میں رہنے والی ایک بیوہ عورت کو پہنچائی گئی۔

اب سب بچّے اپنے والد کے ہمراہ عید گاہ کو روانہ ہوگئے۔ ہر گلی اور ہر سڑک پر عید گاہ جانے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا اور تکبیر کی صداؤں سے فضا گونج رہی تھی۔ عید گاہ پہنچے تو وہاں پہلے ہی سے بہت سے لوگ موجود تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے عید گاہ کا سارا میدان بھر گیا۔ نماز شروع ہوئی تو پورے میدان پر خاموشی چھا گئی۔ نماز کے بعد امام صاحب نے خطبہ پڑھا اور آخر میں بڑی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دُعا کی پاکستان اور اہلِ پاکستان کے لیے، مسلمانانِ عالَم کے لیے، اِسلام کی ترقی کے لیے اور عالمی اَمن کے لیے۔ اس کے بعد لوگوں نے ایک دوسرے کو عید کی مبارک باد دی، گلے ملے اور گھروں کو واپس روانہ ہوگئے۔ واپسی پر پھر وہی چَہَل پَہَل تھی۔

گھر واپس پہنچے تو رشتے داروں، دوستوں اور پڑوسیوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ آنے والوں کی میٹھی اور نمکین چیزوں سے تواضُع کی گئی۔ میل ملاقات اور آمد و رفت کا یہ سلسلہ مغرب تک جاری رہا۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- عِیدُالفطر کب منائی جاتی ہے؟

۲- ماہِ رَمضان کی کون سی تاریخ کو لوگ عِید کا چاند دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور کیوں؟

۳- بچّے عِید کے لیے کیا تیاریاں کرتے ہیں؟

۴- عِید گاہ روانہ ہونے سے پہلے عام طور پر کیا کھایا جاتا ہے؟

۵- عید کی نماز عام طور پر کہاں ادا کی جاتی ہے؟

(ب) خالی جگہوں کو دیے ہوئے الفاظ سے پُر کیجیے:

الفاظ: کُھلے میدان - اُجلے - فِطرہ

۱- عِید کے روز ہم ________ کپڑے پہنتے ہیں۔

۲- ________ عِید کی نماز سے پہلے ادا کرنا چاہیے۔

۳- نمازِ عِید عام طور پر کسی ________ میں ادا کی جاتی ہے۔

☆ فِطرہ اس صدقے کو کہتے ہیں جو ہر مسلمان رَمضان شریف کے روزے پوری ہونے کی خوشی میں غریبوں کو دیتا ہے تاکہ وہ بھی عِید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ روزے دار سے روزوں میں اگر کوئی بُھول چُوک ہو گئی ہو تو فطرے کی برکت سے معاف ہو جاتی ہے۔

☆ یاد رکھیے کہ جمعے کی نماز میں خطبہ نماز سے پہلے ہوتا ہے مگر عید کی نماز میں خطبہ عید کی نماز کے بعد ہوتا ہے۔

لالچ کا انجام

مُنھ میں ٹکڑا لیے ہوئے کتّا — ایک دریا کو تیر کر نکلا
پانی آئینہ سا رہا تھا چمک — نظر آتی تھی تہ کی مٹی تک
اپنی پرچھائیں پر کیا جو غَور — اس کو سمجھا کہ ہے وہ کتّا اور
مُنھ میں ٹُکڑا دبا رہا ہے یہ — گہرے پانی میں جارہا ہے یہ
حِرص نے ایسا بے قرار کیا — جَھٹ سے غُرّا کے اس پہ وار کیا
جو نہی ٹکڑے پہ اس کے مُنھ مارا — اپنا ٹکڑا بھی کھو دیا سارا
واں نہ ٹکڑا، اور نہ کتّا تھا — وہم تھا، وہم کے سوا کیا تھا
یونہی جتنے ہیں لالچی، نادان — کرکے لالچ اٹھاتے ہیں نقصان

باندھتے ہیں کہاں کہاں کے خیال
ہیں وہ کھو بیٹھتے گرہ سے مال

(محمد اسمٰعیل میرٹھی)

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- شاعر کا نام کیا ہے؟ کیا آپ نے ان کی کوئی اور نظم بھی پڑھی ہے؟

۲- کیا اس نظم میں 'میری کتاب' کی طرح تمام شعروں کے دوسرے مصرعوں میں ایک جیسے الفاظ ہیں؟

(ب) اس نظم کی کہانی اپنے الفاظ میں لکھیے اور بتائیے کہ اس سے کیا سبق ملتا ہے؟

(ج) ذیل کے ہر لفظ کے آگے اُس کے معنی کا نمبر لکھیے:

الفاظ: پرچھائیں _____ لالچ _____ وار _____ وہم _____ غُرّانا _____

معانی: ۱- حملہ ۲- جھُوٹا خیال ۳- عکس ۴- غصیلی آواز نکالنا ۵- حِرص

(د) خالی جگہوں کو دیے ہوئے الفاظ سے پُر کیجیے:

الفاظ: بے قرار - لالچ - غُرّاتا - لالچی - آئینے

۱- حوض کا پانی _____ کی طرح چمک رہا ہے۔

۲- _____ بُری بلا ہے۔ _____ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

۳- شیر دھاڑتا ہے اور کتّا _____ ہے۔

۴- میں بھوک پیاس کی وجہ سے سخت _____ ہوں۔

(ہ) ذیل کے جملوں میں اُن الفاظ کے نیچے نشان لگائیے جن سے کسی کام کا کرنا یا ہونا معلوم ہو۔ کہ کوئی کیا کرتا ہے یا کیا کرے گا؟

۱- پرندے چہچہاتے ہیں۔
۲- لڑکے کھیل رہے ہیں۔
۳- پھول کِھلیں گے۔
۴- کتّا بھونکتا ہے۔
۵- عامر نہائے گا۔
۶- محمود ہنس رہا ہے۔
۷- ہوائی جہاز اُڑتا ہے۔
۸- گھوڑے دوڑیں گے۔
۹- چور پکڑا جائے گا۔
۱۰- معین پڑھتا ہے۔

جن لفظوں سے کسی کام کا کرنا یا ہونا معلوم ہوتا ہے، انھیں فعل کہتے ہیں، جیسے: گرجتا ہے، رو رہی ہے، کھیلے گا۔

محنت کی عظمت

ایک زمیندار کے دو بیٹے تھے، دونوں آرام طلب اور سُست۔ زمیندار کافی بوڑھا ہو چکا تھا، اس لیے خود اپنی زمینوں کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی آمدنی کم ہوتی گئی، کھیت ویران ہو گئے اور نوکر چاکر بھی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔

زمیندار اپنے بیٹوں کی طرف سے بہت فِکر مند تھا۔ اسی فِکر میں وہ بیمار پڑ گیا۔ جمع کی ہوئی رقم بھی آہستہ آہستہ ختم ہونے لگی۔ جب اس کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بُلایا اور ان سے کہا: "دیکھو، اب میرے پاس کچھ بھی دولت باقی نہیں بچی۔ لیکن مجھے تمھارا خیال تھا، اس لیے میں نے بُرے وقت کے لیے اپنی زمین میں دولت دَفن کر رکھی ہے۔ اُسے کھود کر نکال لینا۔" یہ کہہ کر وہ مَر گیا۔

لڑکے جب کفن دفن سے فارغ ہو چکے اور باپ کے مرنے کا غم کم ہوا تو انھیں اس دولت کو نکالنے کی فِکر ہوئی جس کے بارے میں ان کے باپ نے بتایا تھا۔ وہ دونوں چپ چاپ کھیت پر پہنچے۔ چوں کہ انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ دولت کھیت میں کس جگہ دَفن ہے، اس لیے انھوں نے سارا کھیت کھود ڈالا مگر دولت نہ ملی۔ آخر کار تھک ہار کر اپنے باپ کے ایک گہرے دوست کے پاس پہنچے اور اسے سارا ماجرا سنایا۔ اس نے کہا: "تمھارا باپ ہمیشہ سچ بولتا تھا۔ تمھیں دولت یقیناً ملے گی۔ فی الحال تم ایسا کرو کہ میرے پاس سے کچھ

بیج لے جاؤ اور کھیت میں بو دو۔ کچھ عرصے کے بعد آنا، میں تمھیں اس دولت کے بارے میں بتاؤں گا۔"

ان بھائیوں نے کھیت میں بیج بویا۔ خوب پانی دیا اور اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کی۔ اللہ کی قدرت کے دوسرے کھیتوں کے مقابلے میں ان کے کھیت میں فَصل بہت اچھّی ہوئی، جسے بیچ کر انھوں نے کافی روپیہ کمایا۔ گاؤں والوں نے ان دونوں بھائیوں کی محنت کی تعریف کی اور اچھی فَصل پر مبارک باد دی۔ حکومت کی جانب سے اچھی فَصل اُگانے پر انھیں انعام بھی ملا۔

دونوں بھائی پھر اپنے باپ کے دوست کے پاس گئے تاکہ چھپی ہوئی دولت کا پتا معلوم کریں۔ وہ ان کو دیکھ کر مسکرایا اور کہا: "تمھارے باپ نے یہی دولت تو دَفن کر رکھی تھی جو تم نے حاصل کرلی۔ اور زیادہ محنت کرو، تمھیں اس زمین سے اور بھی دولت ملے گی۔"

اب دونوں بھائیوں کو باپ کی وَصِیّت کی حقیقت معلوم ہوئی اور "محنت کی عظمت" کا اندازہ ہوا۔ انھوں نے سستی اور آرام طلبی کو چھوڑ دیا اور محنت سے کام کرنے لگے۔

مشق

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- زمیندار کی آمدنی کم کیوں ہو گئی؟

۲- زمیندار نے اپنے بیٹوں کو کیا وصیّت کی؟

۳- بیٹوں نے کھیت کی کُھدائی کس لیے کی؟

۴- وہ اپنے والد کے دوست کے پاس کیوں گئے؟ اور اس نے انھیں کیا مشورہ دیا؟

۵- حکومت کی طرف سے زمیندار کے بیٹوں کو انعام کیوں ملا؟

۶- زمیندار کی وَصیّت کا مطلب کیا تھا؟

(ب) ذیل کے ہر لفظ کے آگے اُس کے معنی کا نمبر درج کیجیے:

الفاظ: عظمت_____ رفتہ رفتہ_____ فی الحال_____

حقیقت_____ یقیناً_____

معانی: ۱- اصل مطلب ۲- بڑائی ۳- آہستہ آہستہ ۴- اِس وقت ۵-ضرور

(ج) دیے ہوئے فعل لگا کر جملوں کو مکمل کیجیے:

۱- فوزیہ__________ ۶- پرندے__________

۲- بادل__________ ۷-آندھی__________

۳-ثریّا__________ ۸-مکھیاں__________

۴-پودے__________ ۹-پھُول__________

۵- گرمی__________ ۱۰-جَوان__________

افعال: اُگتے ہیں - چلتی ہے - گرجتا ہے - بھنبھناتی ہیں - ہنستی ہے - پڑھے گی - کِھلیں گے - چہچہائیں گے - آئے گی - دوڑیں گے۔

اگست ۱۹۷۱ء کی بیس تاریخ تھی، جمعے کا مبارک دن اور صبح کا وقت۔ فضا میں عجیب سی گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی اور پاکستان کی ہوائی فوج کا ایک طیّارہ قلابازیاں کھاتا ہوا زمین پر گِر کر تباہ ہوگیا۔ جن لوگوں نے طیّارے کو گرتے دیکھا، وہ بھاگم بھاگ طیّارے تک پہنچے۔ انھیں یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوا کہ طیّارے میں سوار دونوں افسران ختم ہوچکے تھے۔ اُن کی وردیوں پر لِکھے ہوئے ناموں سے معلوم ہوا کہ وہ راشد منہاس اور مُطیعُ الرّحمٰن تھے۔

دیکھنے میں تو دونوں فضائی فوج کے ایک جیسے افسر معلوم ہوتے تھے، ایک ہی جیسی وردیاں اور ایک ہی طرز کے ناموں کی تختیاں۔ لیکن دونوں کی شخصیتوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ ایک محبِّ وطن اور دوسرا غدّارِ وطن، لیکن اپنا تعارُف کرانے کے لیے اب دونوں میں سے کوئی بھی زندہ نہ تھا۔ دونوں اس دُنیا سے رخصت ہوچکے تھے۔ دونوں کی شخصیتوں کا فرق لوگوں کو اس وقت معلوم ہوا جب انھوں نے سُنا کہ ملک ملک و قوم کی خاطر بے مثال قربانی کے صِلے میں کیڈٹ راشد منہاس شہید کو ملک کا سب سے اعلیٰ فوجی اِعزاز 'نشانِ حیدر' عطا کیا گیا ہے۔

ریڈیو پر راشد منہاس شہید کے کارنامے کی تفصیل بتائی گئی کہ وہ رسالپور کے فضائی فوج کے تربیتی اسکول میں تربیت حاصل کر رہا تھا۔ روزانہ کی طرح ۲۰ اگست کی صبح کو بھی وہ تربیتی پرواز کے لیے تیّار ہو کر ہوائی اڈّے پر پہنچا اور ہمیشہ کی طرح جہاز میں سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھ پائیلٹ افسر مُطِیعُ الرّحمٰن بھی تھا۔

ہَوائی جہاز معمول کے مطابق اُڑا اور آن کی آن میں ہزاروں میٹر کی بلندی پر پرواز کرنے لگا۔ جہاز کو روانہ ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ہوائی اڈّے کے کنٹرول ٹاور کو ایک پریشانی میں ڈال دینے والا پیغام موصول ہوا۔ یہ پیغام کیڈٹ راشد منہاس کی طرف سے تھا۔ اس پیغام سے معلوم ہوا کہ جوں ہی جہاز فضا میں بلند ہوا، مُطِیعُ الرّحمٰن نے اس کا رُخ بھارت کی طرف موڑ دیا۔ وہ اس جہاز کو بھارت لے جانا چاہتا تھا۔ پیغام سننے والے پریشان ہو گئے کہ اگر غدّار مُطِیعُ الرّحمٰن اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا تو پاکستان کی سخت بے عزّتی ہو گی۔

جب یہ اطلاع ملی کہ پاکستان کا ایک طیّارہ زمین پر گر کر تباہ ہو گیا ہے تو سارا معاملہ صاف ہو گیا۔ لوگ سمجھ گئے کہ مُطِیعُ الرّحمٰن جہاز کو بھارت لے جانا چاہتا تھا۔ اس طرح راشد منہاس شہید نے اس کے منصوبے کو ناکام بنا دیا۔ جب اس نے دیکھا کہ مُطِیعُ الرّحمٰن کسی طرح بھی اپنے ارادے سے باز نہیں آتا تو اس نے جہاز کا رُخ زمین کی طرف موڑ دیا۔

راشد منہاس کے اس کارنامے نے اگلے زمانے کے جاں باز مجاہدوں کی یاد تازہ کر دی۔ اس نے اپنا فرض ادا کر کے قوم سے 'نشانِ حیدر' اور اللہ تعالیٰ سے شہادت کا

درجہ پایا۔ ہر پاکستانی نوجوان کو ملک اور قوم کا وفادار رہنا چاہیے اور ان کے لیے ہر طرح کی جانی اور مالی قربانی کے لیے تیّار رہنا چاہیے۔

(الف) درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

۱- راشد منہاس کی شہادت کا واقعہ کب پیش آیا؟

۲- وطن اور قوم سے غدّاری کس نے کی؟ وہ کیا کرنا چاہتا تھا؟

۳- راشد منہاس نے مطیعُ الرّحمٰن کے ناپاک منصوبے کو کس طرح ناکام بنایا؟

۴- راشد منہاس کو حکومت کی طرف سے کیا اعزاز ملا؟

۵- 'نشانِ حیدر' کن کو عطا کیا جاتا ہے؟

(ب) ذیل کے ہر لفظ کے آگے اُس کے معنی کا نمبر درج کیجیے:

الفاظ: طیّارہ ______ صلہ ______ مُجاہد ______ جاں باز ______

غدّار ______ تعارُف ______ محبّ ______

معانی: ۱- بے وفا ۲- ہوائی جہاز ۳- بدلہ ۴- جہاد کرنے والا

۵- محبت کرنے والا ۶- شناخت کرانا ۷- جان کی بازی لگا دینے والا

☆ کیڈٹ: برّی، بحری یا فضائی ٹریننگ اسکول کا طالب علم۔

☆ پائیلٹ افسر: جہاز کو چلانے والا افسر۔

☆ کنٹرول ٹاور: (ایئرپورٹ کا) ٹاور، جہاں سے ہوائی جہازوں کی آمد و رفت اور پرواز کی نگرانی اور رہنمائی کی جاتی ہے۔

☆ شہید: وہ شخص جو کسی نیک اور اعلیٰ مقصد کے لیے اپنی جان قربان کر دے۔

دُعا

اِلٰہی مجھ کو سِیدھی راہ دِکھا دے
جو میں مانگوں مجھے اس سے سوا دے

زباں پر ہو ترا ہی نام ہر دَم
مِرے اللہ! مجھے ایسا بنادے

خلاؤں کو کھنگالوں میں، اِلٰہی!
مجھے علم وہُنر کے پَر لگادے

مِرا سینہ خزانہ علم کا ہو
مِرے مولا، مجھے عقل رَسا دے

مِرے دل میں بزرگوں کا اَدَب ہو
مجھے جو دے خداوند، دُعا دے

(ارشادالحق قدّوسی)

(الف) ذیل کے ہر لفظ کے آگے اُس کے معنی کا نمبر درج کیجیے:

الفاظ: سِوا_____ خَلا_____ رَسا_____ مولا_____

معانی: ۱- فضا ۲- خدا ۳- ہر بات کی تہہ تک پہنچنے والی ۴- زیادہ

(ب) صحیح جواب کے نیچے نشان لگائیے:

۱- عقل رَسا کے معنی ہیں: (الف) جو عقل دُور دراز کا سفر کرنے میں مدد دے۔
(ب) جو عقل دور تک پہنچ سکے۔ (ج) جو عقل ہر بات کو سمجھنے میں مدد دے۔

۲- علم کو خزانہ اس لیے کہا گیا ہے کہ: (الف) علم بے شمار معلومات کا ذریعہ ہوتا ہے۔
(ب) علم دولت کمانے کا ذریعہ ہے۔ (ج) علم دولت سے بھی زیادہ قیمتی چیز ہے۔

۳- سیدھی رہ کے معنی ہیں: (الف) قریب کا راستہ
(ب) زندگی بسر کرنے کا ایک ایسا طریقہ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔
(ج) سہل اور پُرامن راہ۔

۴- خلاؤں کو کھنگالنا کے معنی ہیں: (اف) جراثیم کو مار کر فضا کو صاف کرنا۔
(ب) مصنوعی بارش برسانا۔ (ج) ہوائی سفر کے ذریعے خلا کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔

(ج) اردو کے چھوٹے چھوٹے جملے صرف دو لفظوں، یعنی ایک اسم اور ایک فعل کو ملانے سے بن جاتے ہیں۔ جیسے:

مچھلیاں	تیرتی ہیں

ذیل کے ہر اسم کے ساتھ مناسب فعل لگا کر جملے بنائیے:

اسم: فاطمہ - لڑکا - کبوتر - چڑیاں - شیر - دریا - قرآن - سورج

فعل: اُڑیں گے - دھاڑتا ہے - ہنس رہی ہے - سو رہا ہے - چہچہائیں گی - چمک رہا ہے - بہہ رہا ہے - پڑھا جائے گا